Pakistan Journal of Qur'ānic Studies
Volume 01, Issue 01, January-June 2022, PP: 31-41
ISSN: 2958-9177 (Print)
ISSN: 2958-9185 (Online)
Published by: Department of Qur'ān Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan
URL:https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs **DOI:** https://doi.org/10.52461/pjqs.v1i1.1456
Citation: Haya hareem. 2022. "Da'wah Methodology of Sufi's & Its Contemporary Social Impact: صوفیاء کرام کا دعوتی منہج اور عصر حاضر میں اس کے معاشرتی اثرات". *Pakistan Journal of Qur'ānic Studies* 1 (1):31-41.

صوفیاء کرام کا دعوتی منہج اور عصر حاضر میں اس کے معاشرتی اثرات

Da'wah Methodology of Sufi's & its Contemporary Social Impact

Haya Hareem
Director, Markaz Al-Hareem, Karachi
Email: haya.hareem22@gmail.com

Abstract

There are different fields of Da'wa and people associated with all these fields appear to be active in this field according to their principles and practices, sometimes as teachers, sometimes as preachers, sometimes from the pulpit of the mosque and sometimes as social workers. Among them, there is a group of Sufis who are very popular in the Islamic State. Most of the peoples were guided from the shrines of the Sufis, millions of misguided people found their path and this chain has been going on for a long time, every part of the world. There are people associated with Sufism in the field and it cannot be denied that Sufism has a deep influence on the soul. Thousands of books have been written on Sufism, each book presents a new side of the picture, immense objections have been made to Sufism and qasidas are also recited in praise of Sufism, but now a days Sufism between criticism and praise someone says that Sufism is the religion of worldly and lazy people, and someone said that it is the favourite pastime of scumbags. The intellectuals have confused Sufism with philosophical reasoning, logic and rational aspects so much that Sufism has become a science. That's why I have chosen the title of writing this paper to see this subject in the light of contemporary requirements. What is the impact on the visitors and the public will be examined in detail.

Keywords: Sufism, Da'wa, Islam, Islamic State, Social impact.

بلاشبہ دعوت دین کے مختلف شعبہ جات ہیں اور ان تمام شعبوں سے منسلک افراد اپنے اصولوں اور منہج کے مطابق اس مجال میں سرگرم عمل دکھائی دیتے ہیں، کہیں اساتذہ کی حیثیت سے، کہیں داعی کی حیثیت سے، کہیں مسجد کے منبر سے اور کہیں سوشل میڈیا کے توسط سے۔ انہی میں ایک طبقہ صوفیاء کرام کا بھی ہے جسے دول اسلامیہ میں انتہائی مقبولیت حاصل ہے طبقہ صوفیاء کے آستانوں سے بیشتر دلوں کے مریضوں نے شفاء پائی، کروڑوں گمراہ کردگان راہ نے منزل پائی اور یہ سلسلہ ایک مدت سے چلا آرہا ہے، دنیا کے ہر شعبے میں تصوف سے وابستہ لوگ پائے جاتے ہیں اور اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ تصوف کا روح پر گہرا اثر پڑتا ہے۔

تصوف کا مفہوم

تصوف کے معنی اور مفہوم کے اعتبار سے بہت سے لوگوں نے بحث کی ہے لفظِ تصوف کے مادہ اشتقاق اور اور لفظ صوفی کی وجہ تسمیہ کے باب میں علماء کے مختلف اقوال ہیں:

1۔ بعض نے اسے صفاء سے مشتق ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد باطن کی صفائی اور پاکیزگی ہے۔

2۔ ایک دوسرا قول اس میں الصوف کا ہے یعنی انہیں اپنے لباس اور وضع کی بناء پر صوفی کہا گیا۔

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

3۔ ایک معروف قول یہ بھی ہی کہ تصوف کا اشتقاق صفہ سے ہے شیخ اُبو بکر بن اسحاق بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے " إنما سموا صوفية لقرب أوصافهم من أوصاف أهل الصفة الذين كانوا فى عهد رسول الله ﷺ"اسی قول کی تائید میں شیخ احمد الحسینی فرماتے ہیں: إنه من الصفة اذ جملة اتصاف بالمحامد وترک الأوصاف المذمومة[1]

4۔ بعض نے اسے الصف سے مشتق قرار دیا ہے اس سلسلے میں امام ابو القاسم القشیری فرماتے ہیں:انه مشتق من الصف فكانهم فى الصف الأول بقلوبهم من حيث المحاضرة من الله تعالیٰ [2]

الغرض لغوی اعتبار سے تصوف کے جتنے بھی معانی و مطالب بیان کئے گئے ہیں ان سب میں ایک بات مشترک ہے اور وہ یہ کہ تصوف اللہ رب العزت سے ایسی بے لوث اور بے غرض دوستی کا نام ہے جو نہ صرف دنیوی لالچ بلکہ اخروی طمع سے بھی یکسر پاک ہو کہ حق پرستی کا نام ہی تصوف ہے اپنی ذات سے برائیوں کو دور کرنا، نیک اعمال کو اپنانا اور چاہت سے عبادت و ذکر الٰہی کرنا[3]۔

تصوف کا آغاز

تصوف تزکیہ ءنفس اور قلب و باطن کی صفاء و جلاء کا نام ہے جس کا خمیر علوم قرآن اور سنتِ نبوی سے اٹھا ہے ایک تصور فلسفہ ء روحانیت اور ضابطہ ءزندگی کی حیثیت سے تصوف کا رشتہ عہدِ رسالت ﷺ اور عہدِ صحابہ رضی اللہ عنھم سے استوار ہے بالفاظ دیگر روح تصوف اور اس کی عملی کیفیت حضور و سرور، قلوب واذھان میں اسی دور باسعادت میں متموج تھیں اگرچہ تصوف، صوفی اور نظامِ روحانیت سے متعلقہ دیگر اصطلاحات دیگر اسلامی علوم وفنون کی طرح وقت کے ساتھ ساتھ حسب ضرورت وضع ہوتی چلی گئیں۔

تصوف اور اس کے مراتب

تصوف سراسر حسنِ اخلاق،عبادت، خشوع وخضوع،سادگی،جہاد بالنفس،توکل،استغناء،ذکر و فکر،لقاءِ رب کی آرزو، ریاضت، مراقبہ، طاعت شعاری، عشق و محبتِ الٰہی اور رغبت الی اللہ کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے اور ان صفات کے حصول کے لئے صوفیاء کرام کے ہاں مختلف ریاضتیں معمول رہی ہیں جس کے نتیجے میں حاصل ہونے والے ثمرات کو وہ تین مراتب میں تقسیم کرتے ہیں۔ تصوف کے مراتب میں سے پہلا مرتبہ شریعت ہے جو سراسر قرآن و سنت کی تعلیمات پر مشتمل ہے۔ تصوف کا دوسرا مرتبہ طریقت ہے جو سیر وسلوک پر مشتمل ہے اور اس مرتبے میں مقصود طریق طے کرنا ہے۔ تصوف کا تیسرا مرتبہ حقیقت ہے جو مقصد سے وصل ہونا ہے۔ مندرجہ بالا مراتب کا تعلق تصوف کی بنیاد سے ہے، سلسلہ تصوف میں داخل ہونا والا صوفی اور سالک کہلاتا ہے علم تصوف میں اہل تصوف کے لئے ان کی کیفیات اور عمل کے اعتبار سے مختلف درجات وطبقات شمار کئے جاتے ہیں اور اسی ترتیب سے ان کے لئے قطب ،ابدال اور غوث وغیرہ جیسی اصطلاحات قائم ہیں لیکن چونکہ اس مقالے میں وہ سب تفصیلات ذکر کرنے سے طوالت کا اندیشہ ہے اس لئے انہیں ذکر نہیں کیا جارہا البتہ یہ ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ صوفیاء کرام کے ہاں کسی بھی سالک کی اصلاح کا عموما طریقہ کار کیا ہوتا ہے۔

تربیت سالک

---

[1]۔ علاء الدین اَبی الحسن علی بن اِسماعیل القونوی، **شرح التعرف لمذہب اھل التصوف**(بیروت: دار الکتب العلمیہ)،92

[2]۔ ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن القشیری، **الرسالۃ القشیریۃ** (دار المعارف)،123

[3]۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری، **حقیقت تصوف** (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز،2000ء)، 20

صوفیاء کرام اپنے سالکین کو سب سے پہلے توبہ کی طرف راغب کرتے ہیں جیسا ابھی ذکر کیا گیا کہ تصوف اپنی ذات سے برائیوں کو دور کرنے کا نام ہے اور برائیاں دور کرنے سے مراد اپنی ہر بات اور عمل کے ہر لمحہ کا احتساب کرنا پڑتا ہے اور صوفیاء کے ہاں احتساب کرنے کا کلیہ یہ ہے کہ اپنے آپ سے سوال کرے کہ کیا یہ میری بات یا عمل رضائے الٰہی کے مطابق ہے؟یعنی کیا اللہ تعالی میری اس بات یا عمل کو پسند فرمائیں گے؟ ثانیا:صوفیاء کرام نماز قائم کرنے پر زور دیتے ہیں اور ان کے ہاں نماز قائم کرنے کے دو حصے ہیں(1) مسجد میں باجماعت نماز پڑھنا(2)نیک اعمال یعنی رزقِ حلال اور انسانی معاملات میں حق وانصاف کو سامنے رکھنا۔ ثالثا: کثرت سے ذکر الٰہی کرنا کہ ذکر سے دلوں کی غفلت کو دور کیا جاتا ہے اس ذکر میں لسانی ذکر اور تدبر و تفکر دونوں شامل ہیں البتہ اس کی تعداد ہر صوفی کے ہاں مختلف ہے۔ رابعا: دنیا کی ناپائیداری کو دلوں میں راسخ کرنا اور اس پر حقیقی طور سے عمل کرنا۔

قرآن کریم کی رُو سے جن صفات پر جنت اور درجات کا وعدہ کیا گیا ہے سالک صوفی کے لئے ان صفات کو اپنانے کی کوشش کرنا ضروری ہوتا ہے تصوف کی ایک اور اصطلاح کے مطابق ان صفات سے مزین سالک ہی ولایت کے مقام تک پہنچ پاتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ اپنے ولیوں کی شان اور مقام اس طرح بیان فرمارہا ہے:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ

بلاشبہ اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہے اور وہ غمگین ہوں گے اور(اللہ کے ولی وہ ہیں)جو ایمان لائے اور پرہیز گاری اختیار کی۔[4]

پھر سورہ فرقان میں اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی پہچان اس طرح کروارہے ہیں:

وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا
وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا

"اور رحمن کے(مقرب)بندے وہ ہیں کہ جو زمین پر(عاجزی سے)آہستہ چلتے ہیں اور جب کوئی جاہل اُن سے (کوئی ناگوار بات)کرتے ہیں تو کہتے ہیں(تمھیں)سلام اور وہ جو اپنے رب کیلئے سجدے اور قیام میں راتیں گزار دیتے ہیں"[5]

اور ان ہی تمام عبادات واخلاقیات کی ریاضت ایک سالک کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

ان صفات سے مزین افراد کا ذکر نبی کریم ﷺ نے بہت سی احادیث میں مختلف الفاظ سے کیا ہے اولیاء کی تعریف میں آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: إذا رأو ذكر الله کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو دیکھنے سے خدا یاد آئے[6]

یہاں یہ ایک بات یاد آگئی کہ فضائل اخلاق ورذائل اخلاق پر سید سلیمان ندوی نے سیرت النبی ﷺ کی چھٹی جلد لکھی ہے جو 413 صفحات پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے سینکڑوں احادیث ذکر کی ہیں جن میں تزکیہ نفس و تطہیر قلب کے بارے میں فرمایا گیا ہے جبکہ صوفیاء حضرات بھی اسی تزکیہ کا ہی درس دیتے ہیں۔

تصوف کے بارے میں علماء ومشائخ کی آراء

تصوف کے بارے میں بہت کچھ لکھا اور کہا گیا ہے درج ذیل سطور میں چند معروف علماء ومشائخ کے اقوال ذکر کئے جارہے ہیں

[4]۔ یونس10: 62،63

[5]۔ سورۃ الفرقان25: 63،64

[6]۔ علامہ علاءالدین علی متقی، **کنز العمال**(کراچی: دارالاشاعت)، 25

حضرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:" جس نے (علم) فقہ حاصل کیا، مگر (علم) تصوف حاصل نہ کیا اس نے فسق کیا۔ جس نے (علم) تصوف حاصل کیا، مگر (علم) فقہ حاصل نہ کیا وہ زندیق ہوا۔ جس نے ان دونوں (علوم) کو جمع کیا پس وہ محقق ہوا"

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "المنقذ من الضلال" میں پوری امت مسلمہ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

و علمت ان طریقتھم انما تتم بعلم و عمل و کان حاصل علمھم قطع عقبات النفس عن اخلاقھا المذمومة و صفاتھا الخبیثة حتیٰ یتوسل بھا الیٰ تخلیة القلب عن غیر اللہ تعالیٰ و تخلیة بذکر اللہ۔

"صوفیاء کرام کا طریقہ علم اور عمل کے ذریعہ مکمل ہوتا ہے اور ان کے علم کا حاصل یہ ہے کہ نفس اخلاق مذمومہ اور صفات خبیثہ سے پاک ہو جائے تاکہ دل غیر اللہ سے خالی ہو کر اللہ کے ذکر سے مزین ہو جائے"

مزید فرماتے ہیں

إني علمت يقيناً أن الصوفية هم السالكون لطريق الله تعالى خاصة وأن سيرتهم أحسن السير، وطريقهم أصوب الطرق، وأخلاقهم أزكى الأخلاق، بل لو جمع عقل العقلاء، وحكمة الحكماء، وعلم الواقفين على أسرار الشرع من العلماء، ليغيروا شيئاً من سيرهم وأخلاقهم، ويبدلوه بما هو خير منه، لم يجدوا إليه سبيلاً۔ فإن جميع حركاتهم وسكناتهم، في ظاهرهم وباطنهم، مقتبسة من نور مشكاة النبوة، وليس وراء نور النبوة على وجه الأرض نور يستضاء به۔

"مجھے یہ بات پورے یقین سے معلوم ہوئی کہ صوفیاء کرام ہی اللہ کے راستہ پر چلنے والے ہیں، ان کی سیرت تمام سیرتوں سے بہتر ہے، ان کا طریقہ تمام طریقوں سے سیدھا ہے، ان کا اخلاق تمام لوگوں کے اخلاق سے زیادہ پاک ہے، بلکہ اگر تمام تمام عقلاء کی عقل کو اکٹھے کیا جائے، تمام حکماء کی حکمت کو جمع کیا جائے، علماء کے علم کو یکجا کیا جائے تاکہ صوفیاء کرام کے طریقہ کے متبادل کوئی طریقہ تلاش کیا جاسکے جو ان سے بہتر ہو تو لم یجدوا الیہ سبیلا یعنی اس طرح ہو ہی نہیں سکتا، کیونکہ ان کی تمام حرکات و سکنات ظاہری ہوں یا باطنی نبوت کے نور سے لی ہوئی ہیں اور پورے کرۂ ارض پر نور نبوت کے علاوہ کوئی ایسا نور نہیں جس سے روشنی حاصل کی جاسکے۔"[7]

حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں جگہ جگہ تصوف کی حقیقت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ تصوف شعائر اسلامیہ میں خلوص پیدا کرنے کا نام ہے، لہٰذا ان کے ہاں تصوف کا حاصل شعائر اسلام میں مخلصانہ استقامت ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی کی بعض تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ تصوف باطنی زندگی میں انہماک اور خارجی علائق سے قطع تعلق کا نام ہے، تاہم شاہ صاحب کی مدنیت پسند طبیعت اس تعریف سے اباء کرتی ہے، لہذا اپنی کتاب "البدور البازغہ "میں لکھتے ہیں۔

"ھذا لصنف قانون فی معرفته الانسان لربه والمجازاة المترتاة علی اعماله"

یعنی یہ وہ طریقہ و قانون کی صنف ہے، جس کی مدد سے انسان اپنے رب تعالٰی کی معرفت حاصل کرتا ہے اور انسان کے اعمال پر مرتب ہونے والے مجازات اور نتائج ہیں۔[8]

---

[7]۔ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، **المنقذ من الضلال** (مصر: دار الکتب الحدیثیۃ، مصر)، 177

[8]۔شاہ ولی اللہ دہلوی، **البدور البازغۃ** (مجلس علمی ڈابھیل)، 10

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، تصوف سے مراد یہ ہے کہ " أن تكون مع الله بلا علاقة "کہ تجھے بلاواسطہ اللہ کی معیت حاصل ہو جائے۔[9]

تصوف کے ادوار

اسلامی تصوف کے دو دور گزرے ہیں ایک آپ ﷺ کے عہد سے تعلق رکھتا ہے۔ جبکہ دوسرا وہ جو بعد کے میل جول سے عمل میں آیا۔ پہلا دور تو خالص اسلامی ہے جس میں کسی قسم کی آمیزش نہیں اس عہد کے زہاد کے سامنے تصوف کا جو نمونہ تھا وہ آپ ﷺ کی ذات گرامی تھی۔ صدر اول میں تصوف اپنے اذواق، مجاہدات، حقائق اور مشاہدات کے اعتبار سے ایک مستقل فن نہیں بنا تھا کبھی اس کو علم تصوف، کبھی علم باطن اور کبھی سلوک اور احسان سے یاد کیا جاتا تھا۔

اور اس اول دور میں تصوف کے بنیادی اجزاء یہ تھے: ترک دنیا، لیکن دنیا میں رہ کر، حبِّ دنیا سے نفرت، یاد الٰہی، توکل، اللہ کا خوف، ذات حق اور ذات خود کے مابین فکر دائم، معرفت نفس کے لیے تفحص کامل۔

پہلی دو صدیوں میں کوئی مربوط اور مرتب نظام تصوف موجود نہیں تھا، نا ہی عبادت و ریاضت کا کوئی ایسا علمی نظام تھا اس وقت ہر چیز دین سے وابستہ تھی اور اس میں سب برابر کے شریک تھے مگر یہ صورت صرف عبادت اور اس کے ظاہری اشغال تک محدود تھی روحانیت کے ارتقاء اور فروغ کے لیے نظام موجود تھا۔ پہلی اور دوسری صدی میں دو طرح کے مکاتب خیال تصوف سے متعلق تھے۔ جنہیں مدرسہ کوفہ اور مدرسہ بصرہ کے نام سے بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ جہاں پر فقہ، حدیث، علم الکلام سے زیادہ ریاضت قلب، مجاہدہ نفس اور روح کی صفائی پر توجہ دی جاتی تھی۔

اس دور میں تصوف سے سیر اب ہونے والے اور اس کا فیض جاری کرنے والے چند بنیادی اور اہم نام یہ ہیں:

حسن بصری رحمہ اللہ (م110ھ) مالک بن دینار (م128ھ) سفیان ثوری (م141ھ) ابراہیم بن ادہم (م161ھ) عبد اللہ بن مبارک (م181ھ) فضیل بن عیاض (م187ھ) ان میں سے اکثر کا تعلق بصرہ و کوفہ سے تھا۔ معروف کرخی (م201ھ) ذوالنون مصری (م240ھ) سہیل تستری (م283ھ)

یہی وہ دور ہے جس میں علم تصوف اور اس کے اثرات دیگر ممالک اور شہروں تک پھیلتے چلے گئے اور یوں آہستہ آہستہ اہل تصوف کے خاص مراکز بننے لگے اور تصوف کا علم خانقاہوں میں بالخصوص پایا جانے لگا اور یہی وہ وقت تھا جس میں اسلامی تصوف میں غیر اسلامی تصوف کی آمیزش بھی ہونے لگی اسی دور میں صوفیانہ اصطلاحات ایجاد کی گئیں اس دور کے اہم صوفیاء حق ابو نعیم اصفہانی (م430ھ) ابو حامد غزالی (م505ھ) عبد القادر جیلانی (م561ھ) اور جلال الدین رومی (م672ھ) ہیں۔

نوی صدی ہجری کے آغاز کو تصوف کا دوسرا دور بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس دور سے ہی تصوف میں بے تحاشا خرافات شامل کی جانے لگیں اور ان کی اصلاحات کی صوفیاء حقہ کوششیں کرتے رہے جن میں شیخ احمد سرہندی (1033ھ) کا کردار سب سے نمایاں ہے، اس کے علاوہ شاہ ولی اللہ (1174ھ) نے بھی ایک اسلامی نظریہ کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا، ماضی قریب میں مولانا اشرف علی تھانوی (1362ھ) نے بھی تصوف کی اصلاح کی بہت کوشش کی۔

[9]۔ القشیری، **رسالہ قشیریہ**، 138، 139

جیسا کہ ذکر کیا جاچکا کہ ابتداء تصوف کا مقصد تزکیہ نفس ہی تھا اور یہ مقصد مدارس، مساجد میں بخوبی پورا کیا جاتا تھا رفتہ رفتہ تقریباً نوی صدی ہجری کے بعد سے خانقاہی نظام رواج پاتا گیا اور اب صوٗرت حال یہ ہے کہ تصوف اور تزکیہ کے لئے صرف خانقاہ کو اس کا مرکز سمجھا جاتا ہے

تصوف کے سلسلے

اہلِ تصوف کے باقاعدہ سلسلوں کا آغاز 150ھ سے ہی ہو گیا تھا، تاہم وقت کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی آخر کار تمام سلاسل طریقت صرف چار سلسلوں میں مدغم ہو کر رہ گئے۔

1۔ سلسلہ چشتیہ

چشتیہ خراسان کے مشہور شہر چشت کی طرف منسوب ہے، یہ سلسلہ خواجہ معین الدین اجمیری (م633ھ) کے نام سے منشور ہے جو اس سلسلے کے اہم فرد تھے۔ اس سلسلے کا خاص امتیاز "نسبتِ عشق" کا فروغ ہے جسے وہ محبت کے سوا ہر چیز کا خیال دل سے نکال کر خالی دل کے ساتھ دائمی ذکر کے ذریعے سے حاصل کرتے ہیں۔[10]

2۔ سلسلہ قادریہ

یہ سلسلہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (م561ھ) کی نسبت سے قادریہ کہلاتا ہے شیخ جیلانی حنبلی مسلک کے پیروکار اور جید عالم تھے۔ اس سلسلے میں رضائے الٰہی کی چاہت کے لئے ذکر پر توجہ دی جاتی ہے اور یہ ذکر زبان کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور دل کے ساتھ بھی۔[11]

3۔ سلسلہ سہروردیہ

یہ سلسلہ شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن عبداللہ سہروردی (م632ھ) سے منسوب ہے آپ شافعی المذہب عالم دین تھے۔[12] اس سلسلے میں تزکیہ کے متعین اسباق ہیں جن کی سالک کو تعلیم دی جاتی ہے اور ان کے ہاں ذکر قلبی اور توجہ کو بھی اہمیت حاصل ہے۔[13]

4۔ سلسلہء نقشبندیہ

یہ سلسلہ بہاؤالدین نقشبندی (م791ھ) سے منسوب ہے جن کا تعلق بخارا سے ہے[14] قدامت کے اعتبار سے یہ سلسلہ سب سے پرانا ہے، ہندوستان میں یہ سلسلہ شیخ احمد سرہندی کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس سلسلے میں ذکر قلبی اور ذکر لسانی خفی رائج ہے اور اس میں تکمیلِ سلوک کت متعین اسباق اور نصاب ہے جو شیخ کی راہنمائی میں حاصل کیا جاتا ہے۔ اب ہم اپنے اصل مقصد کی طرف آتے ہیں اور وہ یہ جاننا ہے کہ فی زمانہ تصوف یعنی خانقاہیں دعوت دین میں کتنا کردار ادا کر رہی ہیں؟ اور معاشرے پر اس کے کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

خانقاہوں کا معاشرے پر اثر

---

[10]۔ لطیف اللہ، **تصوف اور سریت** (دہلی: غالب انسٹی ٹیوٹ)، 213

[11]۔ لطیف اللہ، **تصوف اور سریت**، 219

[12]۔ ایضاً

[13]۔ عبدالسلام سہروردی، **تجلیاتِ سہروردیہ**، 24

[14]۔ سید زوار حسین شاہ، **مجدد الف ثانی** (کراچی: ادارہ مجددیہ)، 115

اس بارے میں بھی معاصرین کے دو طبقے ہیں ایک طبقے کا خیال ہے کہ اس نظام نے انسانی زندگی کے ہر شعبے میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ جبکہ دوسرا مکتبہء فکر اسے اسلام کا نقیض اور متضاد تصور کرتا ہے جس میں حقیقی اسلام کی بجائے رواجی یا عجمی اسلام کو اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

تصوف اور خانقاہوں کا معاشرے کی تشکیل میں مثبت اثر

حسن اخلاق

فی زمانہ اہل حق کے خانقاہی نظام نے بے شمار انسانوں کو متاثر کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے معاشرے میں رواداری، مساوات خدمت خلق عفو در گزر، شفقت، دل جوئی اور دلداری جیسا ماحول پیدا کیا، ڈاکٹر ظہور الحسن اس کا جائزہ لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ صوفیاء کے قانون حیات کے تمام باب اور ہر باب کی دفعات کا مقصد و منشا ایک ایسے سماج کی تشکیل ہے کہ جس میں روحانی خصوصیات و خوبیوں کو ممتاز اور نمایاں درجہ حاصل ہو اور جہاں محبت انسانیت، خدمت، ہمدردی، اخوت، مساوات، ایثار، صدق، خلوص، بردباری، شکر اور تسلیم و رضا کی بالا دستی کار فرما نظر آتی ہو۔[15]

صوفیاء کے پاس سب سے بڑا طاقت ور اور مؤثر ہتھیار حسن اخلاق کا ہے وہ نرمی کے ساتھ خود غرضی سے پاک دلوں سے مخلوق خدا سے محبت کرتے ہیں ہر ایک کے لئے دل سوزی اور غم خواری کا جذبہ رکھتے ہیں ان کی خانقاہوں میں جو غریب، نادار اور مصیبت زدہ آتے ہیں ان کے دلوں کو ڈھارس بندھتی ہے یہی وجہ ہے کہ معاشرے کے زخموں کو مندمل کرنے میں صوفیاء کرام بیشتر خدمات انجام دیتے آئے ہیں اسی لئے انہیں احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

یہ بات بالکل بدیہی ہے کہ صوفیاء کرام جہاں حقوق اللہ کا خیال رکھتے ہیں وہیں حقوق العباد پر بھی زور دیتے ہیں اگر صوفیاء کے ملفوظات کا مطالعہ کیا جائے تو ایسی بے شمار مثالیں مل جائیں گی جہاں صوفیاء و مشائخ نے فقیروں اور مسکینوں کا دکھ درد بانٹا ہے۔

خواجہ نظام الدین اولیاء کی خانقاہ کا حال ان کے خلیفہ نصیر الدین چراغ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

> "صبح سے شام تک لوگ آتے عشاء کی نماز میں سب پہنچ جاتے لیکن مانگنے والوں سے لانے والے زیادہ ہوتے اور ہر شخص جو کوئی چیز لاتا کچھ نہ کچھ پالیتا"[16]

حضرت فرید الدین کی خانقاہ کے دروازے بھی نصف شب تک کھلے رہتے:

> "کوئی بھی ان کی خدمت میں ایسا نہ آتا جسے وہ کوئی چیز عطا نہ کرتے"[17]

عاجزوں کی دست گیری اور اور حاجت مندوں کی ضروریات کو پورا کرنا صوفیاء کے نزدیک بہت اہمیت رکھتا ہے ایک صوفی کا قول ہے کہ اللہ کے پاس پہنچنے کی راہیں تو بہت ہیں لیکن سب سے نزدیک راہ دلوں کو راحت پہنچانا ہے۔[18]

عفو و در گزر

---

[15]۔ مرزا محمد اختر دہلوی، **تذکرہ اولیائے پاک و ہند** (نئی دہلی: دانش پبلشنگ کمپنی)، 9

[16]۔ نصیر الدین چراغ دہلوی، مرتبہ: حمید شاعر قلندر، **خیر المجالس: ملفوظات شریف حضرت خواجہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ** (علی گڑھ: شعبہ تاریخ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) 257

[17]۔ خواجہ امیر حسن سلجزی، **فوائد الفوائد** (لاہور: زاویہ پبلشرز)، 125

[18]۔ سید صباح الدین عبدالرحمٰن، **بزم صوفیہ** (اعظم گڈھ: مطبع معارف، 1971ء)، 371

صوفیاء کی تعلیمات میں عفو در گزر بھی بہت اہمیت رکھتا ہے ان کے اسی رویے کی وجہ سے معاشرتی ماحول کی خوش گواری پر بہت گہرا اثر پڑا ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء سے کسی نے عرض کیا کہ بعض آدمی آپ کو منبر پر اور دوسرے موقعوں پر برا بھلا کہتے ہیں جو ہم سے سنا نہیں جاتا آپ نے فرمایا: میں نے سب کو معاف کیا تم بھی معاف کر دو اور ایسے آدمی سے جھگڑا نہ کرنا اس کے بعد آپ نے فرمایا : اگر دو آدمیوں کے درمیان رنجش ہو تو اسے دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے باطن کو عداوت سے خالی کر لے تو دوسرے کی طرف سے بھی آزار کم ہو جائے گا۔[19] ہمارے ہاں صحت مند اور صاحب ضمیر معاشرے کی تعمیر میں بے غرض خادمان خلق (مشائخ) بے لوث مصلحین اور معلمین اخلاق کا سب سے بڑا اور مرکزی حصہ ہے۔[20]

سماجی اصلاح و یکجہتی کا فروغ

ڈاکٹر روبینہ ترین کے خیال میں صوفیاء نے برصغیر کے لوگوں کی مذہبی تہذیبی، ثقافتی اور ادبی زندگی میں عظیم انقلاب پیدا کر دیا۔[21]

عوارف المعارف میں خانقاہوں کی سماجی زندگی کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

> فهم فی الرباط كجسد واحد بقلوب متفقة و عزائم متحدة ولا يُوجد هذآ فی غيرهم من الطوائف
>
> پس وہ خانقاہوں میں ایسے ہیں گویا جسدِ واحد ہوں اور ان کے قلوب متفق اور عزم متحد ہیں اور یہ چیز ان کے علاوہ کسی گروہ میں نہیں پائی جاتی۔[22]

الغرض صوفیاء نے صالح معاشرے کے قیام کے لئے بے پناہ کوششیں کی ہیں فرق حق کے صوفیاء آج بھی اختلاف و تفریق کو ہوا دینے کے بجائے خلوص، دردمندی، محبت اور مودت کے شاہکار ہیں۔

صحبت شیخ کے اثرات

خانقاہی نظام میں صوفیاء کرام (مشائخ) کی صحبت لازمی قرار دی جاتی ہے جس سے سالک میں آہستہ آہستہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص پیدا ہوتا ہے حرص وہوس کے جذبات کنٹرول میں رہتے ہیں کسی کو بڑا ماننے سے کبر وانا کے بت ٹوٹنے لگتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ دین پر عمل پیرا ہونے کے سلسلے میں سستی اور کاہلی دور ہو جاتی ہے عمل کی قوت میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے دیکھا جائے تو یہی بنیادی مسائل ہیں جو انسانیت کو درپیش ہیں ان مسائل کے پیچیدہ ہونے کی وجہ سے ہی تو خشکی اور تری میں فساد کا زہر گھل گیا ہے۔

اولیاء وصالحین کی شخصیات اس قدر موثر ہوتی ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے افراد بہت سی روحانی نعمتوں سے مالا مال ہو جاتے ہیں اور یوں ان کی صحبت میں بیٹھنے والے اپنی بدبختیوں کو خوش بختیوں میں بدل لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صادقین کی معیت کا حکم دیا ہے۔ قرآن حکیم کے الفاظ یہ ہیں:

> يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْن
>
> اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہلِ صدق (کی معیت) میں شام رہو۔[23]

---

[19]۔ سلجری، **فوائد الفوائد**، 125

[20]۔ ابو الحسن علی ندوی، **تزکیہ واحسان** (لکھنو: مجلس تحقیقات ونشریاتِ اسلام، 1979ء)، 95

[21]۔ ڈاکٹر روبینہ ترین، **ملتان کی ادبی وتہذیبی زندگی میں صوفیاء کا حصہ** (بیکن ہاؤس)، 7

[22]۔ شہاب الدین سہروردی، **عوارف المعارف** (لاہور: دائرۃ المعارف الاسلامیہ)، 111

[23]۔ التوبۃ 9: 119

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں اولیاء وصلحاء کے ہم نشین افراد کو ملنے والے فیض کے بارے میں یوں بیان کیا گیا ہے:

هُمُ الجُلَسَاءُ لاَ يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ۔ یعنی وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بدبخت نہیں رہتے۔[24]

امن ورواداری

مسلکی، علاقائی، لسانی و قومی ہر طرح کے تعصب کو ختم کرنے کے لئے بھی صوفیاء کرام نے بہت کردار ادا کیا ہے یہی وجہ ہے کہ خانقاہوں میں ہر زبان قوم اور علاقے سے تعلق رکھنے والے افراد ہوتے ہیں اسی کو بابائے اردو مولانا عبد الحق لکھتے ہیں کہ:

"حکومتوں سے بھی وہ کام نہیں ہوتا جو فقیر اور درویش کر گزرتے ہیں، بادشاہوں کا دربار خاص ہوتا ہے اور فقیر کا دربار عام ہے جہاں بڑے چھوٹے، امیر غریب، عالم جاہل کا کوئی امتیاز نہیں ہوتا بادشاہ جان ومال کا مالک ہے لیکن فقیر کا قبضہ دلوں پر ہوتا ہے"[25]

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے بھی اس حوالے سے لکھا ہے کہ صوفیاء کا مسلک محبت واحسان اور تزکیہ ءنفس ہے وہ پہلے خود تزکیہ ءنفس کر کے دوسروں کے لئے رحمت بنتے پھر دوسروں کو محبت کا درس دیتے اور ان کے دلوں کا تصفیہ و تزکیہ کرتے تھے اصل یہ ہے کہ ان کی محبت واحسان میں ہی ان کی مقبولیت کا راز مضمر ہے اور ان دو چیزوں کے ذریعے سے ہی وہ لوگوں کے دلوں کو مسخر کرتے رہے ہیں نیز انہوں نے اپنے اس مسلک ہی کے طفیل اسلام کی عالمگیر اشاعت اور ثقافتِ اسلامی کی تزئین و تحسین اور ترویج وارتقاء میں اہم اور نمایاں کردار ادا کیا ہے۔[26]

اہلِ حق کی خانقاہوں میں صوفیاء کر ان انسانیت نوازی کا پیغام دے رہے ہیں قومی یکجہتی کا نظام متعارف کروا رہے ہیں اور بلا تفریق رنگ ونسل حاجت روائی کر رہے ہیں کیونکہ تصوف امن کے پیغام کا نام ہے۔

اشاعتِ اسلام

صوفیاء کرام کے کردار کے اثرات میں سے ایک اہم اثر یہ ہے کہ ان کی تعلیمات سے متاثر ہو کر لاتعداد لوگوں کے اعمال و کردار کی اصلاح ہوتی ہے اور دین اسلام کو مدد ونصرت ملتی ہے۔صوفیاء کی تبلیغ میں تاثیر کی بنیادی وجہ تبلیغ دین کے اصولوں پر عملدرآمد ہے۔ صوفیاء واولیاء کے قول و فعل میں یکسانیت وہم آہنگی، حسنِ اخلاق، اندازِ تربیت، نرم گفتاری، رواداری، بصیرت وفراست اور حکمت و دانائی کے باعث لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

اسی لئے ہمارے معاشرے کی اصلاح، روحانی اقدار کی ترویج اور اسلامی تعلیمات کی اشاعت میں صوفیاء کے کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا اور اسی کردار کے حامل افراد کو ہی صالحین کے گروہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

صوفیاء کرام کے معاشرے پر منفی اثرات

اب تک کی سطور میں تصوف اور صوفیاء کرام کی دعوت کے معاشرے پر ہونے والے مثبت اثرات کا مختصر جائزہ لیا گیا، اب اس پر غور کرنا بھی ضروری ہے کہ اس کے معاشرے کی تعمیر میں کس قدر منفی اثرات بھی ہو رہے ہیں۔

---

[24]۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ، رقم الحدیث:6408(بیروت: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، 8 : 86

[25]۔ مولوی عبد الحق، **اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیاء کرام کا کام** (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، 1953ء)، 7

[26]۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، **اسلامی ثقافت** (لاہور: فیروز سنز)، 635

عصر حاضر میں رائج پانے والے خانقاہی نظام کے ناقدین کی رائے یہ ہے کہ صوفیاء نے اپنی باطنی ترقی کے حصول کے لئے معاشرے کے سامنے بہت سے منفی امور پیش کئے ہیں جو کہ اسلام میں ممنوع ہیں مثلا:

تجرد کی تعلیم

اسلانے مرد کو باہر کی ذمہ داریاں سونپی ہیں اور عورت کو گھر کے اندر کی ذمہ داری دی ہے جبکہ خانقاہ نشین صوفی مجرد رہنا پسند کرتے ہیں صوفیاء کتابت حدیث نکاح اور سفر کو مریدوں کے لئے آفت قرار دیتے ہیں۔[27]

تذکرہ نگاروں نے برصغیر کے معروف صوفی حضرت علی ہجویری کی شادی اور بیوی بچوں کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔

اسلام تو مرد کو چار شادیاں کرنے کی اجازت دیتا ہے لیکن صوفیاء کرام نے ترک دنیا اس قدر اختیار کی کہ ایک قسم کی انفرادیت کا شکار ہو گئے، کئی صوفیاء کی داستانیں ملتی ہیں جنہوں نے دنیا سے عزلت اختیار کی، شادیاں نہیں کیں اور عمر بھر خانقاہوں میں رہے اس کے نتیجے میں جہاں وہ تجرد و انفرادیت کا شکار ہوئے وہیں کسب معاش کی فضیلت سے بھی محروم ہوئے۔

اولین صوفیاء خود کسب معاش کیا کرتے تھے حضرت جنید کے نزدیک روزی کمانے کا وہی مقام ہے جو ان اعمال کا ہے جن سے اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اور انسان اس میں اس طرح مشغول ہوتا ہے جس طرح وہ ان اعمال کو بجالانے میں مشغول ہوتا ہے جو مستحب ہیں مثلا: نوافل وغیرہ۔[28]

جبکہ عصر حاضر میں معاشی زندگی کے اس پہلو کو صوفیاء نے تقریبا نظر انداز کر دیا ہے جس کے منفی نتائج مرتب ہو رہے ہیں۔

عبدالرحمن ابن جوزی(511ھ – 597ھ) کا مشہور قول

اس ضمن مین جوزی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ اگر خانقاہیں بنانے والے صوفیاء کا ارادہ صحیح بھی ہو تب بھی وہ چھ وجوہات کی بناء پر خطاء پر ہیں:

1۔انہوں نے ایک بدعت کی بنیاد رکھی ہے جبکہ اسلام کی بنیاد فقط مسجدیں ہیں۔

2۔انہوں نے مسجد کی ایک نظیر بنا کر مسجدوں کی رونق کم کرنی چاہی ہے۔

3۔انہوں نے مسجدوں کی طرف قدم اٹھانے سے اپنے آپ کو محروم رکھا۔

4۔انہوں نے نصاریٰ سے مشابہت کی کیونکہ وہ بھی ڈیروں میں تنہا رہتے ہیں۔

5۔باوجود جوان ہونے کے بعض غیر شادی شدہ رہے حالانکہ ان میں سے اکثر کو نکاح کی حاجت ہوتی ہے۔

6۔انہوں نے اپنے لئے مشہور نام مقرر کیا ہے کہ لوگ زاہد کہہ دیا کریں جس سے لوگ ان کی زیارت کو آتے ہیں اور انہیں بابرکت سمجھتے ہیں۔[29]

فکری جمود

---

[27]۔القشیری، **رسالہ قشیریہ**، 143

[28]۔القونوی، **التعرف**، 103

[29]۔عبدالرحمٰن الجوزی، **تلبیس ابلیس**، مترجم: ابو محمد عبدالحق (لاہور: مکتبہ اسلامیہ)، 217

خانقاہ نشین صوفیاء ایک ہی روش پر رہنے کی وجہ سے فکری جمود کا شکار ہو رہے ہیں وہ انسانی زندگی کے نشیب و فراز اور اس کے مصائب و آلام سے بے خبر ہیں ان کی تقلیدِ محض نے انہیں روز آمدہ پیش آنے والے مسائل پر اجتہاد کا دروازہ کھولنے سے روکا ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی فکری صلاحیتیں جمود کا شکار ہو چکی ہیں۔

غیر اسلامی روایات کا رواج

تصوف کے نام پر مروجہ خانقاہی نظام کی آڑ میں ایک ایسا طبقہ بھی پروان چڑھ چکا ہے جو تصوف کے نام پر غیر اسلامی شعائر اور نظریات کو فروغ دے رہا ہے اور آج بے شمار جگہوں پر تصوف کے نام سے شرک و بدعت یعنی مجاز پرستی، قبر پرستی اور روحانی ترقی کے لئے نغمہ و سرور، ڈھولک و طبلہ کی محفلیں ہوتی ہیں ایسے غیر اسلامی نظریات کی حامل خانقاہوں میں عرس اور میلے بہت اہتمام سے ہوتے ہیں جہاں اختلاط مرد وزن عام ہوتا ہے جو اخلاقی انار کی کا سبب بن رہا ہے اور اس سے بڑا فریب اور دجل کیا ہوگا کہ یہ سب کچھ اسلام اور تصوف کے نام پر کیا جا رہا ہے۔

خلاصہ ءبحث

صوفیاء کرام کی تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ معاشرے کی اخلاقی و عملی تعمیر میں تزکیہ ء نفس کے ذریعے سے مثبت کردار ادا کر رہے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کو تزکیہ ء نفس کی بہت ضرورت ہے البتہ اس وقت کی اہم ضرورت مجدد شناسی کی ہے کہ طالب تزکیہ کو چاہیے کہ تزکیہ و تربیت کے لئے ان حضرات سے ہی رجوع کرے جن کا علم و عمل اور قال وحال کتاب و سنت کے عین مطابق ہو۔ جاہل و بے عمل صوفیاء کی بے ہودہ باتوں پر ہرگز ہرگز فریفتہ نہ ہو۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے:"خذ ما صفا ودع ماکدر" جو صاف ہو وہ لے لو اور جو میلا ہو وہ چھوڑ دو۔ اس کے علاوہ اہلِ حق صوفیاء کو اپنے بہت سے ان طریقوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ وقت کے ساتھ ساتھ سالکین اور عوام کا مزاج بدل رہا ہے، مراقبات، دائرے اور نیلی پیلی روشنیوں والے عمل کسی بھی شخص کے لئے ذہنی اور نفسیاتی الجھاؤ کا باعث بن سکتے ہیں۔ پھر ایک اہم ضرورت ایسے تمام مراکز کی نشاندہی کرنے کی ہے جہاں تصوف اور تزکیہ کے نام پر غیر شرعی رسوم ورواج ہو رہے ہیں اور ایک کثیر تعداد اس جہالت کے زیر اثر ہے۔ مذکورہ مسائل کے علاوہ بھی بہت سے مسائل ہیں، طوالت کے پیش نظر صرف اہم مسائل ذکر کیے گئے ہیں تاہم یہ بات ذہن میں رہے کہ صرف خانقاہی نظام ہی ان مسائل کے حل میں غیر فعال کردار ادا نہیں کر رہا بلکہ دیگر مذہبی اور معاشرتی ادارے بھی کوئی قابل قدر خدمات انجام دینے سے قاصر ہیں۔